Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 1234 1234
ISSN(P): 1234 1234
al-marjan.com.pk

Article QR

Madrasah of Tafseer by Hazrat Ibn Abbas (RA) and the Discourses on Quranic Sciences: A Special Study of Asbab al-Nuzul: Causes of Revelation

مدرسہ تفسیر حضرت ابن عباسؓ اور مباحث علوم القرآن: اسباب نزول کا خصوصی مطالعہ

Authors

1. Muhammad Noman Ikram
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, GC University, Lahore, Pakistan.nomanikram36@gmail.com

3. Hafiz Muhammad Amjad
Khateeb DHA, Lahore, Pakistan.

2. Amir Shahzad
Lecturer, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore, Pakistan.

Citation

Ikram, Muhammad Noman and Amir Shahzad and Hafiz Muhammad Amjad " Madrasah of Tafseer by Hazrat Ibn Abbas (RA) and the Discourses on Quranic Sciences: A Special Study of Asbab al-Nuzul: Causes of Revelation." Al-Marjān Research Journal, 2, no.3, Oct-Dec (2024): 15– 27.

History

Received:Sep 01, 2024, **Revised**: Sep 16, 2024, **Accepted**: Oct 07, 2024, **Available Online**: Oct 16, 2024.

Publication, Copyright & Licensing

HEC "Y" Category

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

Copyright Muslim Intellectuals Research CenterAll Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Madrasah of Tafseer by Hazrat Ibn Abbas (RA) and the Discourses on Quranic Sciences: A Special Study of Asbab al-Nuzul:Causes of Revelation

مدرسہ ٔتفسیر حضرت ابن عباسؓ اور مباحث علوم القرآن: اسباب نزول کا خصوصی مطالعہ

*محمد نعمان اکرم *عامر شہزاد *حافظ محمد امجد

Abstract

This study examines the Tafsir school of Hazrat Ibn Abbas (RA) and its significant contributions to the sciences of the Quran, particularly focusing on Asbab al-Nuzul (Causes of Revelation). Ibn Abbas, a distinguished companion of the Prophet Muhammad (PBUH), is celebrated for his profound understanding of Quranic exegesis. His interpretative methodology provides a foundation for comprehending the historical and contextual factors that influence the verses of the Quran. This research highlights the importance of Asbab al-Nuzul in shaping the understanding of divine revelation, emphasizing its role in the interpretation of the Quran's message. The findings indicate that many Quranic verses are inherently linked to their causes of revelation, suggesting that knowledge of Asbab al-Nuzul is essential for accurate Quranic interpretation. Additionally, the study reveals how understanding the context of revelation can clarify ambiguities in the verses, prevent misinterpretations, and identify the individuals or groups addressed by specific verses. Furthermore, it discusses the broader contributions of Ibn Abbas's school to Islamic scholarship, reinforcing the notion that Asbab al-Nuzul is a crucial component in the study of Quranic sciences, providing insights that enhance the comprehension and application of the Quranic text in various contexts.

Keywords: Hazrat Ibn Abbas, Asbab al-Nuzul, Quranic Exegesis, Tafsir School, Islamic Scholarship.

تعارف موضوع

قرآن مجید عربی مبین میں خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ (صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) پر نازل ہوا۔ صحابہ کرامؓ قرآن مجید کے نازل ہونے کے عینی شاہد تھے اور کئی صحابہ کرامؓ نزول قرآن کی وجہ بھی بنے۔ صحابہ کرامؓ کی مادری زبان عربی تھی اس لیے وہ باآسانی قرآن مجید کے معانی و مفاہیم کو سمجھ لیتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کو فہم قرآن میں جہاں دشواری کا سامنا ہوتا تو بزبان نبی مکرم (صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اس کی وضاحت ہو جاتی تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۔[1] "اور ہم نے تم پر یہ ذکر (قرآن) اس لیے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کے

* پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامیات، جی سی یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔
* لیکچرر، شعبہ اسلامیات، گرین انٹرنیشنل یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔
* خطیب، ڈی ایچ اے، لاہور، پاکستان۔

[1] Al-Naḥl 16:44

سامنے ان باتوں کی واضح تشریح کردو جو ان کے لیے اتاری گئی ہیں"۔ سرور کائنات (ﷺ) کے بعد جب اسلامی فتوحات کا دائرہ آگے بڑھا تو دینی احکام میں نئی نئی صورتیں پیش آنے لگیں۔ اس کے زیر اثر قرآن مجید کی آیات احکام پر غور و فکر کی بنا پڑی۔ صحابہ کرامؓ کے اقوال و آثار کو تفسیر قرآن میں اساسی اہمیت حاصل ہے۔ بڑے بڑے مفسر صحابہ کرامؓ میں ترجمان القرآن کا لقب پانے والے "حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ" بھی شامل ہیں۔ ان کے لیے نبی کریم ﷺ نے خاص دعا فرمائی تھی کہ:

"اللهم فقهه فى الدين وعلمه التاويل"۔[2]

تفسیر قرآن و ابحاث علوم القرآن کے متعلق حضرت ابن عباسؓ کے اقال کو اساسی حیثیت حاصل ہے۔ عصر صحابہؓ کے ختم ہوتے ہی تفسیر قرآن کے جس نئے دور کا آغاز ہوا اس کی ابتداء عصرِ تابعین سے ہوئی۔ تابعین نے صحابہ کرامؓ کے چشمۂ فیض سے اپنی علمی پیاس بجھائی تھی۔ صحابہ کرامؓ کی طرح تابعین میں بھی بڑے بڑے نامور مفسرین پیدا ہوئے۔ مکہ کے مدرسۂ تفسیر میں "حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ" اور ان کے اصحاب و تلامذہ کا فیض جاری رہا۔ جن میں حضرت سعید بن جبیرؒ، حضرت مجاہدؒ، حضرت عکرمہؒ (مولیٰ حضرت ابن عباسؓ)، حضرت طاؤسؒ اور حضرت عطاء بن ابی رباحؒ کا خاص مقام حاصل تھا۔

امام ابن تیمیہؒ کا قول ہے: تفسیر کے سب سے بڑے عالم مکہ کے لوگ ہیں۔ اس واسطے کہ وہ حضرت ابن عباسؓ کے رفقاء ہیں۔ جیسے حضرت سعید بن جبیرؒ، حضرت مجاہدؒ، حضرت عکرمہؒ (مولیٰ حضرت ابن عباسؓ)، حضرت طاؤسؒ اور حضرت عطاء بن ابی رباحؒ وغیرہ۔[3]

مدرسۂ تفسیر حضرت ابن عباسؓ اور صحابہؓ کے مابین سبب نزول کی بعض روایات و اقوال میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ اختلاف صرف تنوع کا ہے یا تضاد و تعارض کا وجود بھی ملتا ہے۔ لہٰذا ان اختلافات کو جاننے کے لیے مکہ کے مدرسۂ تفسیر کے گہرے مطالعہ کی ضرورت ہے۔

تحقیقی سوالات

۱۔ اسباب النزول میں حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ اور ان کے تلامذہ کے اقوال کی اہمیت کیا ہے؟

۲۔ مدرسۂ تفسیر حضرت ابن عباسؓ کے مابین اختلاف کی نوعیت کیا ہے؟

۳۔ مدرسۂ تفسیر حضرت ابن عباسؓ میں اختلافات کے اسباب کیا ہیں؟

۴۔ کیا مدرسۂ تفسیر حضرت ابن عباسؓ کے مابین اختلافات صرف تنوع کا ہے یا تعارض کا وجود بھی ملتا ہے؟

تحقیق کے مقاصد:

۱۔ مباحث علوم القرآن میں حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ اور ان کے تلامذہ کے مقام و مرتبہ اور اہمیت کو اجاگر کرنا۔

۲۔ مدرسۂ تفسیر حضرت ابن عباسؓ اور سبب نزول کی روایات میں اختلاف کی نوعیت کو بیان کیا جائے گا۔

۳۔ مدرسۂ تفسیر حضرت ابن عباسؓ کے مابین اختلافات کے اسباب کو بیان کیا جائے گا۔

سبب نزول

ایسی آیات جن کے نزول کا سبب کوئی خاص واقعہ یا سوال ہو تو وہ واقعہ یا سوال ان آیات کا سبب نزول کہلائے گا۔[4]

---

[2] Al-Tirmidhī, Muḥammad bin ʻĪsā, *Sunan al-Tirmidhī* (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998), raqam: 3824.

[3] Jalāl al-Dīn al-Suyūṭī, *Al-Itqān fī ʻUlūm al-Qur'ān* (Beirut, Lebanon: Mū'assasat al-Risālah Nāshirūn, 1429H/2008), 2:388.

[4] Muḥammad Fārūq Ḥaydar, Dr., *ʻUlūm al-Qur'ān* (Lahore: Maktabah Raḥmānīyah, n.d.), p. 151.

اسباب النزول فی متن العربی:

"أسبَابُ النُّزول" هي الوقائع أو الأسئلة أو الأحداث التي نزل القرآن الكريم بشأنها أو بسببها لتوضيح حكمٍ شرعي أو بيان موقف معين. وتعتبر دراسة أسباب النزول من العلوم المهمة التي تساعد على فهم سياق النص القرآني ودلالاته. قال الإمام السيوطي: "هو ما نزلت الآية أو الآيات متحدثةً عنه أو مجيبةً عن سؤال ورد بصدده[5]"

"اسباب النزول" وہ واقعات، سوالات یا حالات ہیں جن کے بارے میں یا جن کی وجہ سے قرآن کریم نازل ہوا تاکہ کسی شرعی حکم کی وضاحت کی جا سکے یا کسی مخصوص صورتحال کو بیان کیا جا سکے۔ اسباب النزول کا مطالعہ ان علوم میں سے ہے جو قرآن کے متن کے سیاق و سباق اور اس کی دلالات کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ امام سیوطیؒ نے فرمایا: "یہ وہ چیز ہے جس کے بارے میں یا جس کے جواب میں کوئی آیت یا آیات نازل ہوئیں۔"

سبب نزول کی اہمیت و فوائد

واحدیؒ نے لکھا ہے:

لا یمکن تفیسر الآیة دون الوقوف علی قصتها و بیان نزولها۔[6]

"کسی آیت کے قصہ اور سبب نزول کو جانے بغیر اس کی تفسیر کرنا ممکن ہی نہیں۔

امام ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

معرفة سبب النزول یعیین علی فهم الایة، فان العلم بالسبب یورث العلم بالمسبب۔[7]

"سبب نزول کی پہچان آیات کے سمجھنے میں مدد دیتی ہے کیونکہ سبب کے علم سے مسبب کا علم حاصل ہوتا ہے"۔

امام شاطبی نے لکھا ہے:

علم الاسباب من العلوم التی یکون العالم بها عالماً بالقرآن۔[8]

"اسباب نزول کی پہچان اس شخص کے لیے انتہائی ضروری ہے جو قرآن مجید کے علم کا ارادہ رکھتا ہو"۔

فہم قرآن و تفسیر قرآن کے لیے سبب نزول کا علم ایک لازمی شرط کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے بے شمار فوائد ہیں۔ یہاں بطور مثال چند قرآنی شواہد اور مدرسہ تفسیر حضرت ابن عباسؓ سے مرویات پیش کی جائیں گی:

ا۔ ایک فائدہ یہ ہے کہ آیت کے معانی سے واقفیت حاصل ہوتی ہے اور اشکال کا ازالہ ہوتا ہے۔[9]

مثال کے لیے چند آیات درج ذیل ہیں: سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔[10]

"اور مشرق و مغرب اللہ ہی کی ہیں، پس جدھر بھی تم رخ کر لو ادھر ہی اللہ کا رخ ہے"۔

[5] Al-Suyūṭī, *Al-Itqān fī ʻUlūm al-Qur'ān*, Jild 1, p. 28.
[6] Wāḥidī, *Asbāb Nuzūl al-Qur'ān* (Miṣr: Iḥyā' al-Turāth al-ʻArabī, 1976), p. 41.
[7] Ibn Taymiyyah, *Muqaddimah fī Uṣūl al-Tafsīr* (Riyāḍ: Majma' al-Malik Fahd, 1434H), p. 9.
8 Shāṭibī, Ibrāhīm bin Mūsa, *Al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharī'ah* (Dār Ibn ʻAffān, Qāhirah, 1997), 3:629.
[9]Al-Suyūṭī, *Al-Itqān*, 1:120.
[10] Al-Baqarah 2:115

اگر اس آیت کا شان نزول سامنے نہ ہو تو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں کسی خاص جہت کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں، بلکہ مشرق و مغرب سب اللہ کا ہے اس لیے جدھر بھی رخ کر لیا جائے نماز ہو جائے گی۔ حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ خود باری تعالیٰ نے ہی دوسرے مقام پر کعبہ کی طرف رخ کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ اس لیے یہ اشکال صرف شان نزول ہی سے حال ہوتا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف تبدیل ہوا تو یہودیوں نے اعتراض کیا کہ اس تبدیلی کی کیا وجہ ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[11]

خلاصہ یہ ہے کہ ہر سمت اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہے اور اللہ ہر طرف موجود ہے لہٰذا وہ جس طرف بھی رخ کرنے کا حکم دے تو اسی طرف رخ کرنا واجب ہے۔[12]

اسی طرح سورہ آل عمران کی آیت ((لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا))۔[13] کے معنی سمجھنے میں مروان بن حکم کو اشکال ہوا۔[14]

امام بخاری نے روایت نقل کی:

مروان نے اپنے دربان سے کہا اے رافع! تم حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے پاس جاؤ اور ان سے (اس آیت کے بارے) پوچھو کیونکہ (اس آیت سے تو معلوم ہوتا ہے) ہر انسان جو اسے نعمت ملے اگر اس پر وہ خوش ہوتا ہے اور اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جو اس نے نہیں بھی کیا۔ اس پر بھی اس کی تعریف کی جائے۔ اس وجہ سے اگر وہ لائق عذاب ہے تو پھر ہم سب کو عذاب ہونا چاہئے۔ اس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: تمہارا اس آیت سے کیا تعلق ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یہود کو بلایا اور ان سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے اصل بات کو چھپا لیا اور آپ ﷺ کو کچھ اور بتا دیا۔ اب انہوں نے یہ سمجھا کہ انہوں نے آپ ﷺ کو اس بات کی خبر دے دی ہے جس بارے آپ ﷺ نے ان سے پوچھا لہٰذا اس پر ان کی تعریف کی جائے حالانکہ حق بات چھپا رکھنے پر وہ خوش تھے۔ اس کے بعد حضرت ابن عباسؓ نے یہ آیات پڑھیں:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔[15,16]

"اور جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے پختہ عہد لیا تھا جن کو کتاب دی گئی کہ وہ لوگوں کے سامنے کتاب کو وضاحت سے بیان کریں گے اور اسے چھپائیں گے نہیں۔ پھر انہوں نے کتاب کو پس پشت ڈال دیا اور اسے تھوڑی قیمت کے عوض بیچ ڈالا کتنی بری ہے وہ قیمت جو وہ وصول کر رہے ہیں۔ جو لوگ اپنے کرتوتوں پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ ان کی ایسے کاموں پر تعریف کی جائے جو انہوں نے کیے بھی نہیں ان کے متعلق یہ گمان نہ کیجئے کہ وہ عذاب سے نجات پا جائیں گے ان کے لیے تو دردناک عذاب ہے"۔

---

11 Al-Suyūṭī, Al-Itqān, 1:121.

12 Taqī ʻUthmānī, Muftī, ʻ*Ulūm al-Qur'ān* (Karachi: Shuʻbah Taṣnīf wa Ta'līf wa Tarjumah, Jāmiʻah Karachi, 2008), p. 75.

13 Āl ʻImrān 3:188

14 Al-Suyūṭī, Al-Itqān, 1:121.

15 Āl ʻImrān 3:187-188

16 Al-Bukhārī, Abū ʻAbdullāh, Muḥammad bin Ismāʻīl, *Al-Jāmiʻ al-Ṣaḥīḥ* (Miṣr: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422H), Kitāb al-Tafsīr, Bāb Qawlah Lā Taḥsabanna al-Ladhīna Yafraḥūna Bimā Ataw, Raqm al-Ḥadīth: 2567.

اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے جب آیت کے سبب نزول کی وضاحت کی تب جا کر مروان کا اشکال رفع ہوا۔ اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

لَيْسَ عَلَي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ۔[17]

"جو لوگ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں ان پر اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے پیتے ہوں جبکہ وہ لوگ اللہ سے ڈرتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں"۔

اگر صرف ظاہری الفاظ کو دیکھا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے کسی بھی چیز کا کھانا پینا حرام نہیں، اگر دل میں ایمان ہو اور عمل نیک ہوں تو انسان جو چاہے کھا پی سکتا ہے، چونکہ یہ آیت تحریم شراب کے متصل بعد آئی اس لیے کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ اس آیت نے ایمان دار اور نیک لوگوں کے لیے (معاذ اللہ) شراب کی بھی اجازت دے دی۔ صرف یہ شبہ ہی نہیں بعض صحابہ کرامؓ کو غلط فہمی ہو گئی تھی اور وہ انہوں نے حضرت عمرؓ کے سامنے اس آیت سے استدلال کر کے یہ خیال ظاہر کیا کہ شراب پینے والا اگر ماضی میں نیکوکار رہا ہو تو اس پر حد (شرعی سزا) نہیں ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کے شان نزول ہی کے حوالہ سے ان کی اس غلط فہمی کو رفع کیا۔[18]

آیت کا پس منظر یہ ہے کہ جب شراب اور قمار کی حرمت نازل ہوئی تو بعض صحابہ نے یہ سوال کیا کہ جو صحابہؓ حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے وفات پا گئے اور اپنی زندگی میں شراب نوشی اور قمار بازی کے مرتکب ہوئے ان کا انجام کیا ہو گا؟ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ جن مومنوں نے حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے شراب پی یا قمار کا مال کھایا ان پر کوئی عذاب نہیں ہو گا بشرطیکہ وہ مومن ہوں اور اللہ تعالیٰ کے دوسرے احکام کے پابند رہے ہوں۔[19]

اس آیت سے پیدا ہونے والا شبہ حضرت ابن عباسؓ کے بیان کردہ سبب نزول سے سمجھ آیا۔

۲۔ قرآن کریم بسا اوقات ایسے الفاظ استعمال فرماتا ہے جس کا سبب نزول سے گہرا تعلق ہوتا ہے اور اگر ان کا صحیح پس منظر معلوم نہ ہو تو وہ الفاظ (معاذ اللہ) بے فائدہ معلوم ہونے لگتے ہیں۔ جس سے قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت پر حرف آتا ہے۔[20] مثلاً سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے:

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاۗءَكُمْ ۔[21]

"پس جب تم افعال حج پورے کر چکو تو اللہ کو یاد کرو جیسے اپنے آباؤ کو یاد کرتے ہو"۔

اگر سبب نزول سامنے نہ ہو تو اس آیت کا یہ حصہ کہ "جیسے اپنے آباء یاد کرتے ہو" بے جوڑ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اس خاص مقام پر اللہ کی یاد کو آباء واجداد کی یاد سے تشبیہ دینے کا کیا مطلب ہے؟ حضرت مجاہدؒ کا قول ہے کہ دور جاہلیت کے عرب جب حج کے موسم میں اکٹھے ہوتے تو اپنے آباؤ اجداد کے دور جاہلیت کے کارنامے بیان کرتے تھے۔ ان میں وہ تاریخی کارناموں اور اپنے نسبوں پر فخر کرتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[22]

---

[17] Al-Māʼidah 5:93

[18] Al-Qurṭubī, Muḥammad bin Aḥmad, *Al-Jāmiʻ li-Aḥkām al-Qurʼān* (Al-Qāhirah: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, 1964), 6:297.

[19] Iḍāfan, 6:294.

[20] Taqī ʻUthmānī, *ʻUlūm al-Qurʼān*, p. 77.

[21] Al-Baqarah 2:200

[22] Wāḥidī, *Asbāb al-Nuzūl al-Qurʼān*, p. 177

حضرت مجاہدؒ نے قول سے اللہ کے فرمان کا مطلب ہے کہ اب یہاں باپ دادا کے کارنامے بتانے کی بجائے اللہ کا ذکر کرو۔

درج بالا مثالوں سے یہ بات واضح ہو گئی کہ قرآن کریم کی تفسیر میں اسباب نزول کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ کئی آیات کی تفسیر اور سمجھ ہی سبب نزول کے ساتھ خاص ہوتی ہے۔

سبب نزول اور احکام کا عموم و خصوص

کسی سبب نزول کے تحت قرآن کریم کی جو آیات نازل ہوئیں وہ اپنے عموم و خصوص کے لحاظ سے چار قسم کی ہیں:

ا۔ وہ آیتیں جن میں کسی خاص شخص کا نام لے کر یہ متعین کر دیا گیا ہے کہ آیت کا مضمون اسی کے حق میں ہے۔ ایسی آیتوں کے بارے میں اہل علم کا اتفاق ہے کہ اسی معین شخص کے بارے میں وہ آیت یا سورۃ ہو گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ اللھب میں فرمایا:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۔[23]

"ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو"۔

حضرت سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں: رسول پاک ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور پکارا یا مباحاہ! قریش کے لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے کہا: کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں تمہیں بتاؤں کہ ایک لشکر صبح یا شام کو اس پہاڑ کے پیچھے سے آنے والا ہے۔ کیا تم مجھے سچا نہیں سمجھو گے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر میں تمہیں اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے آرہا ہے۔ یہ سن کر ابو لہب نے کہا: (تبالک؟) تو ہلاک ہو۔ کیا تو نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا؟ پس اللہ نے اس پر یہ سورت نازل فرمائی۔[24]

اس میں خاص ابو لہب کا نام لے کر اس کے لیے وعید بیان فرمائی۔ لہٰذا یہ وعید اسی کے لیے خاص ہے۔

۲۔ دوسری قسم ان آیات کی ہے جن میں کسی خاص شخص یا گروہ کا نام لیے بغیر اس کے کچھ اوصاف بیان کئے گئے ہیں اور ان اوصاف پر کوئی حکم لگایا گیا ہے لیکن دوسرے دلائل سے یہ ثابت ہے کہ اس سے مراد فلاں معین شخص یا فلاں معین گروہ ہے۔ اس صورت میں تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ آیت کا مضمون یا حکم صرف اسی شخص یا گروہ یا چیز کی حد تک محدود رہے گا جو قرآن کی مراد ہے اور کوئی دوسرا اس میں داخل نہ ہو گا خواہ وہ اوصاف اس میں بھی پائے جاتے ہوں۔[25]

مثلاً سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ۔[26]

"بے شک تم میں سب سے زیادہ قابل اکرام شخص وہی ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو"۔

حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[27]

---

23 Al-Lahab 111:1

24 Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Tafsīr, Bāb Tafsīr Qawlah Taʿālā Sūrat al-Lahab, Raqm al-Ḥadīth: 4971; Al-Tirmidhī, Al-Sunan, Kitāb Tafsīr al-Qur'ān al-Karīm, Bāb wa Min Sūrat Tabat Yadā, Raqm al-Ḥadīth: 3363; Wāḥidī, Asbāb Nuzūl al-Qur'ān, p. 749.

25 Taqī 'Uthmānī, *'Ulūm al-Qur'ān*, p. 83.

26 Al-Ḥujurāt 49:13

27 Wāḥidī, *Asbāb Nuzūl al-Qur'ān*, p. 622.

واقعہ یوں ہے کہ ثابتؓ نے ایک شخص کو اے فلاں کے بیٹے کہہ کر پکارا تھا۔ جس نے اسے اپنے اوپر سے ہو کر آگے گزرنے سے منع کیا تھا۔ اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ لفظ کہنے والا کون ہے؟ تو ثابتؓ نے کھڑے ہو کر کہا میں یا رسول اللہ ﷺ، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کے چہروں کو دیکھو۔ انہوں نے دیکھا تو آپ ﷺ نے پوچھا ثابت کیا نظر آیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے سفید، سرخ اور سیاہ رنگ چہرے دیکھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ان سے افضل نہیں ہو مگر دین اور تقویٰ کے اعتبار سے افضل ہو سکتے ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[28]

۳۔ تیسری نوعیت میں وہ آیتیں آتی ہیں جو نازل تو کسی خاص واقعہ میں ہوئی تھیں لیکن الفاظ عام ہے اور آیت کے صریح الفاظ یا کسی خارجی دلیل سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آیت کا حکم صرف اس واقعہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اس نوعیت کے ہر واقعہ کا یہی حکم ہے۔[29]

اس قاعدہ کی وضاحت میں ایک روایت مدرسہ تفسیر حضرت ابن عباسؓ سے ذکر کی جائیں گی۔ جس میں نازل خاص بندہ کے لیے ہوئی لیکن اس کے بعد حکم سب مسلمانوں کے لیے ہے۔ مثلاً سورۃ البقرۃ میں ارشاد ربانی ہے:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ۔[30]

"روزوں کی راتوں میں تمہارے لیے اپنی عورتوں کے پاس جانا جائز کر دیا گیا"۔

الوالبی کی روایت میں حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کا قول ہے کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ رمضان کے مہینے میں جب مسلمان عشاء کی نماز پڑھ چکتے تو ان پر عورتوں کے ساتھ مقاربت اور کھانا پینا اگلے دن اسی وقت تک کے لیے حرام ہو جاتا تھا۔ پھر بعض مسلمان رمضان شریف میں عشاء کے بعد کھانے پینے اور عورتوں سے پرہیز نہ کر سکے۔ ان مسلمانوں میں حضرت عمرؓ ابن الخطاب بھی تھے۔ تو انہوں نے اپنی بے صبری کی شکایت رسول ﷺ سے کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[31]

اس حدیث سے پتا چلا کہ آیت حضرت عمرؓ کے لیے خاص نہیں بلکہ حکم اس کا تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔

۴۔ چوتھی قسم یہ ہے کہ آیت کسی خاص واقعہ کے تحت نازل ہوئی، لیکن الفاظ عام استعمال کیے گئے اور آیت یا کسی خارجی دلیل سے یہ صراحت معلوم نہیں ہوتی کہ آیت کا حکم یا مضمون صرف اسی واقعہ کے ساتھ مخصوص ہے یا اس نوعیت کے ہر واقعہ کے لیے عام ہے۔[32]

اس سلسلہ میں علماء اصول اور مفسرین کا معتمد قول یہی ہے کہ: اعتبار الفاظ کے عموم کا ہو گا نہ کہ سبب نزول کے خاص واقعہ کا۔ اس قاعدہ کی وضاحت کے لیے مدرسہ تفسیر حضرت ابن عباسؓ سے چند مرویات بطور استشہاد پیش کی جاتی ہیں۔

مثلاً سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ ۔[33]

"اور اگر تم میں کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کسی طرح کی تکلیف ہو"۔

حضرت مجاہد نے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی کہ کعب بن عجرہ نے کہا یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قریب کرو، لہٰذا میں دو تین بار آپ ﷺ کے قریب ہو گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا تمہاری جوئیں

[28] Iḍāfan, p. 622.
[29] Taqī ʻUthmānī, *ʻUlūm al-Qurʼān*, p. 87.
[30] Al-Baqarah 2:187
[31] Wāḥidī, *Asbāb Nuzūl al-Qurʼān*, p. 157.
[32] Taqī ʻUthmānī, *ʻUlūm al-Qurʼān*, p. 85.
[33] Al-Baqarah 2:196

تمہیں تکلیف دیتی ہیں؟ ابن عون نے کہا: میرا خیال ہے کہ اس نے کہا: ہاں (مجھے جوئیں تکلیف دیتی ہیں) تو آپ نے مجھے حسب استطاعت روزے رکھنے یا صدقہ کرنے یا قربانی کرنے کا حکم دیا، جو تمہارے لیے آسان ہے۔[34] (اور حلق کرنے کی اجازت دے دی)۔

اسی طرح اللہ نے سورۃ المائدۃ میں ارشاد فرمایا ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا ۔[35]

"اور جو مرد یا عورت چوری کرے دونوں کے ہاتھ کاٹ دو"۔

نجدہ حنفی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا کہ یہ خاص ہے یا عام تو جواب میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: آیت کا حکم عام ہے۔[36]

درج بالا مثالوں سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جب آیت کسی خاص واقعہ کے لیے نازل ہوئی ہو اور کوئی خارجی دلیل بھی نہ ہو تو جمہور علماء کے ہاں الفاظ کے عموم کا اعتبار ہو گا۔

اسباب نزول میں اختلاف روایات اور ترجیح و تطبیق

بعض اوقات ایک آیت کی تفسیر میں ایک سے زائد سبب نزول ذکر ہوتے ہیں اور ضروری نہیں ہوتا کہ وہ تمام حقیقی سبب نزول ہوں بلکہ وہ آیت کے حکم میں داخل ہوتے ہیں، بعض دفعہ وہ فضائل بیان کر رہے ہوتے ہیں وغیرہ لیکن جب ایک سے زائد روایات واضح طور پر ایک آیت کے شان نزول پر دلالت کرتی ہوں تو ان کے درمیان ترجیح و تطبیق کیسے کی جائے گی؟ ان میں جو صورتیں بنتی ہیں وہ مثالوں کے ساتھ واضح کرتے ہیں۔

اسباب نزول میں اختلاف روایات اور ترجیح و تطبیق

بعض اوقات ایک آیت کی تفسیر میں ایک سے زائد سبب نزول ذکر ہوتے ہیں اور ضروری نہیں ہوتا کہ وہ تمام حقیقی سبب نزول ہوں بلکہ وہ آیت کے حکم میں داخل ہوتے ہیں، بعض دفعہ وہ فضائل بیان کر رہے ہوتے ہیں وغیرہ لیکن جب ایک سے زائد روایات واضح طور پر ایک آیت کے شان نزول پر دلالت کرتی ہوں تو ان کے درمیان ترجیح و تطبیق کیسے کی جائے گی؟ ان میں جو صورتیں بنتی ہیں وہ مثالوں کے ساتھ واضح کرتے ہیں۔

ا۔وان ذكر واحد سببا غيره، فان كا اسناد احدهما صحيحاً دون الآخر فالصحيح المعتمد۔ "اگر کوئی شخص ایک سبب بیان کرے اور دوسرا کوئی اور بیان کرے تو ان دونوں اقوال میں سے جس کی اسناد صحیح ہوں گی وہی قول صحیح اور معتمد ہو گا"۔ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۔[37] ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو"۔

اول: حضرت سعید بن جبیرؒ نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور پکارا: **یا صباحاہ!** قریش کے لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے کہا: کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں تمہیں بتاؤں کہ ایک لشکر صبح یا شام اس پہاڑ کے پیچھے سے آنے والا ہے۔ کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر میں تمہیں اس سخت

---

[34] Al-Bukhārī, *Al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb Kaffārat al-Qasm, Bāb Qawlah Ta‘ālā fī Sūrat al-Mā’idah, Raqm al-Ḥadīth: 6708; Muslim, Al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb Aḥkām wa Qaḍāyā al-Ḥajj, Bāb: Idhā Ḥaddatha Maraḍ Jāz lil-Ḥaram An Yaḥluq Ra’sah, Raqm al-Ḥadīth: 1201; Al-Jāmi‘ al-Bayān, 2:231.

[35] Al-Mā’idah 5:38

[36] Al-Suyūṭī, Al-Itqān, 1:124.

[37] Sūrat al-Lahab 111:1-5

عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے آرہا ہے۔ یہ سن کر ابو لہب نے کہا: (تبا لک؟) تو ہلاک ہو۔ کیا تو نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا؟ پس اللہ نے اس پر یہ سورت نازل فرمائی۔[38]

دوم: کلبی نے ابو صالح سے اور اس نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کر کے خبر دی کہ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے پکارا اے آل غالب! اے آل لویؑ! اے آل مرّہ! اے آل کلاب! اے آل قصیؑ! اے آل عبد مناف! میں اللہ کے ہاں تمہارے لیے کوئی قدرت نہیں رکھتا اور نہ ہی میرے پاس دنیا کا کوئی حصہ ہے۔ سوائے اس کے کہ تم "لا الٰہ الا اللہ" کہو۔ ابو لہب نے کہا: (تبّا لک) تو ہلاک ہو۔ کیا تم نے ہمیں اس لیے بلایا؟ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔[39]

امام واحدیؒ نے ان روایات کو بیان کرنے کے بعد ابو صالح والی سند کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کی سند بہت ضعیف بلکہ موضوع ہے اور کلبی: یہ محمد بن سائب کلبی ہے جو کذاب ہے اور سفیان ثوریؒ کہتے ہیں: تمام وہ احادیث جو ابو صالح نے حضرت ابن عباسؓ سے بیان کی وہ جھوٹ ہیں۔[40]

درج بالا دونوں روایات میں سے پہلی روایت کو صحت سند کے حوالے سے فوقیت حاصل ہے۔ اس لیے دوسری روایت آیت کے سبب نزول میں قبول نہ ہو گی۔

۲۔ان یستوی الاسناد ان فی الصحة، فیرجح احدهما یکون راویه حاضر القصه، او نحو ذلک من وجوه الترجیحات۔[41]

"جب دونوں روایات کی سند مساوی ہوں گی تو جو راوی واقعہ میں خود موجود ہو اس کو ترجیح دی جائے گی یا اسی طرح کی کوئی اور وجہ ترجیح پائی جائے"۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۔[42]

"اور یہ لوگ تم سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دو کہ: روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے اور تمہیں جو علم دیا گیا ہے وہ بس تھوڑا علم ہے"۔

اول: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے: ایک دفعہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک کھیت میں جا رہا تھا آپ ﷺ کھجور کی چھڑی پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ چند یہودی قریب سے گزرے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ آپ ﷺ سے روح کے بارے میں پوچھو تو کسی نے کہا تمہیں اس کی کیا ضرورت ہے اور ان میں سے کسی نے کہا کہ ہو سکتا ہے وہ تمہیں کوئی ایسی بات کہہ دیں جو تمہیں پسند نہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے طے کیا کہ آپ ﷺ سے روح کے بارے میں پوچھا جائے سو انہوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا تو جواب میں آپ ﷺ خاموش رہے اور کچھ بھی جواب نہ دیا میں سمجھ گیا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ میں اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور جب وحی نازل ہو چکی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا))۔[43]

---

38 Al-Bukhārī, *Al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Tafsīr, Bāb Tafsīr Qawlah Ta‘ālā Sūrat al-Lahab, Raqm al-Ḥadīth: 4971; Al-Tirmidhī, *Al-Sunan*, Kitāb Tafsīr al-Qur’ān al-Karīm, Bāb wa Min Sūrat Tabat Yadā, Raqm al-Ḥadīth: 3363; Wāḥidī, *Asbāb Nuzūl al-Qur’ān*, p. 749.

39 Wāḥidī, *Asbāb Nuzūl al-Qur’ān*, p. 750.

40 Wāḥidī, *Asbāb Nuzūl al-Qur’ān*, p. 750.

41 Al-Suyūṭī, *Al-Itqān*, 1:130.

42 Banī Isrā’īl 17:85

43 Al-Bukhārī, *Al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Tafsīr, Bāb Wa Yas’alūnaka ‘an al-Rūḥ, Raqm al-Ḥadīth: 4721.

دوم: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: اہل قریش نے یہود سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسی بات بتاؤ جو ہم اس شخص (نبی کریم ﷺ) سے پوچھیں۔ انہوں نے روح کے متعلق آپ ﷺ سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ((وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا))۔[44]

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی ہو جبکہ پہلی روایت اس کے برعکس ہے۔ اس ضمن میں اس روایت کو ترجیح دی جائے گی جو بخاری میں منقول ہے اور دوسری تمام روایتوں سے زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ اس کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بذات خود اس واقعہ میں موجود تھے۔[45]

۳۔ **ان یمکن نزولها عقیب السببین والاسباب۔ بالا تکون معلومة التباعد۔ فیحمل علیٰ ذالک۔**[46]

"یہ بات ممکن ہے کہ کسی آیت کا نزول دو یا زیادہ اسباب کے بعد ہوا اور ان دونوں کے درمیان فاصلہ معلوم نہ ہو تو ایسی صورت میں آیت کا نزول ہر سبب پر محمول کیا جائے گا"۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔[47]

"اور جو لوگ اپنی بیوی پر تہمت لگائیں اور خود اپنے سوا ان کے پاس کوئی اور گواہ نہ ہو تو ایسے کسی شخص کو جو گواہی دینی ہو گی وہ یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ بیان دے کہ وہ یقیناً سچا ہے"۔

اول: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں شریک بن سحماء کے ساتھ تہمت لگائی تو آپ ﷺ نے ہلال سے فرمایا (گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پشت پر حد قذف لگے گی) ہلال نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ دیکھے تو کیا وہ گواہ ڈھونڈتا پھرے۔ لیکن آپ ﷺ یہی فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پشت پر حد قذف لگے گی۔ اس پر ہلال نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں سچا ہوں اس لیے اللہ تعالیٰ ضرور کوئی ایسا حکم نازل کریں گے۔ جو میری پشت کو حد سے بچالے گا۔ اس کے بعد جبرئیلؑ اترے اور آپ ﷺ پر یہ آیات نازل ہوئیں۔[48]

دوم: دوسری روایت حضرت سہل بن سعد سے مروی ہے کہ عویمر عاصم بن عدی کے پاس آئے۔ جو قبیلہ بنو عجلان کے سردار تھے اور ان سے پوچھا کہ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں جب ایک شخص اپنی بیوی کو کسی دوسرے مرد کے ساتھ دیکھے۔ اگر وہ اسے قتل کردے تو تم لوگ اسے قتل کر ڈالو گے ایسے میں وہ شخص کیا کرے؟ اس بارے آپ ﷺ سے پوچھ کر بتائیں چنانچہ عاصم نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ (مسئلہ پوچھا) تو آپ ﷺ نے اس قسم کے سوالات کو ناپسند فرمایا۔ پھر جب عویمر نے عاصم سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ نے ان مسائل کو ناپسند کیا اور برا سمجھا اس پر عویمر نے کہا واللہ میں رسول اللہ ﷺ سے اس بابت ضرور پوچھوں گا۔ عویمر خود آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھے تو کیا وہ اسے

---

44 Muḥammad bin ʻĪsā al-Tirmidhī, *Al-Jāmiʻ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb Tafsīr al-Qur'ān, Bāb wa Min Sūrat Banī Isrā'īl, Raqm al-Ḥadīth: 3140.

45 Jalāl al-Dīn al-Suyūṭī, *Al-Itqān*, 1:131.

46 Jalāl al-Dīn al-Suyūṭī, *Al-Itqān*, 1:131.

47 Al-Nūr 24:6

48 Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʻ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Tafsīr, Bāb Wa Yadra' 'Anhā al-'Adhāb An Tashhada Arba' Shahādāt Billāh..., Raqm al-Ḥadīth: 4747.

قتل کر ڈالے تو جواب میں آپ اسے (قصاص میں) قتل کر دیں گے۔ ایسی حالت میں وہ کیا کرے؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن کا حکم نازل کیا ہے) اس کے بعد آپ ﷺ نے دونوں میاں بیوی کو لعان کرنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں نازل ہوا۔[49]

مندرجہ بالا روایات سے متعلق محدثین کی رائے ہے کہ ان کے درمیان تعارض نہیں ہے بلکہ یہ دونوں واقعات ہی آیت کے سبب میں داخل ہیں۔ علامہ سیوطیؒ نے ان دونوں روایات سے متعلق بیان کیا ہے کہ ان دونوں روایات کو اس طرح جمع کیا گیا ہے کہ پہلے یہ واقعہ ہلال بن امیہ کو پیش آیا اور اتفاق سے اسی وقت عویمر بھی آ گئے۔ اس لیے یہ آیت ایک ساتھ دونوں سے متعلق نازل ہوئی ہے۔[50]

۴۔ **الا یمکن ذلک: فیحمل علی تعدد النزول و تکررہ۔** [51]"اگر یہ ممکن نہ ہو تو آیت کو متعدد اور مکرر نزول پر محمول کیا جائے گا"۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ** ۔[52]"تمام تعریفیں اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا رب ہے"۔

اول: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ میں قیام کیا تو سورۃ الفاتحہ نازل ہوئی۔ تو قریش نے (**دق اللہ فاک**) "اللہ تمہارا منہ توڑے" (معاذ اللہ) یا اسی طرح کے الفاظ کہے۔[53]

دوم: حضرت مجاہدؒ کا قول ہے کہ سورۃ الفاتحہ مدنی ہے۔[54]

مندرجہ بالا دونوں روایات کے بارے میں علماء کا قول ہے کہ یہ دونوں روایات درست تسلیم کی جائیں گی۔ کیونکہ سورۃ الفاتحہ دو مرتبہ نازل ہوئی۔ علامہ زرکشی نے تکرار نزول کے فوائد میں لکھا ہے:

> **وقد ینزل الشئ مرتین تعظیما لشانه، و تذکیر به عند حدوث سببه، خود نسیا یه، وهذا کما قیل فی الفاتحه نزلت مرتین: مرة بمکة، واخریٰ بالمدینه۔**[55]
>
> کبھی کسی شے کو دو مرتبہ نازل کیا جاتا تاکہ اس کی شان بڑھائی جائے اور اس کے سبب کے واقع ہونے پر اس سے نصیحت لینے کی غرض سے تاکہ اس وقت وہ بھول نہ جائے۔ جس طرح سورۃ الفاتحہ کے بارے میں کہا گیا کہ یہ سورت دو مرتبہ نازل ہوئی۔ ایک دفعہ مکہ اور دوسری مرتبہ مدینہ میں نازل ہوئی۔

نتائج بحث

درج ذیل اکثر نتائج مدرسہ تفسیر حضرت ابن عباسؓ کی روایات سے اخذ کیے گئے ہیں:

۱۔ قرآن مجید کی متعدد آیات ایسی ہیں جن کا سمجھنا سبب نزول پر منحصر ہے۔

۲۔ واحدی کے نزدیک سبب نزول کو جانے بغیر قرآن پاک کی تفسیر کرنا ممکن نہیں ہے۔

۳۔ سبب نزول کی واقفیت سے آیات کے معانی سمجھنے اور پیش آمدہ اشکالات کا ازالہ ہوتا ہے۔

---

[49] Iḍan, Bāb Qawlah ‘Azza wa Jall wa al-Ladhīna Yarmūn Azwājahum..., Raqm al-Ḥadīth: 4745.
[50] al-Suyūṭī, *Al-Itqān*, 1:132.
[51] al-Suyūṭī, *Al-Itqān*, 1:132.
[52] Al-Fātiḥah 1:1-7
[53] Wāḥidī, *Asbāb Nuzūl al-Qur’ān*, p. 118.
[54] al-Suyūṭī, *Al-Durr al-Manthūr*, 1:11.
[55] Zarkashī, *Al-Burhān*, 1:54.

۴۔ بعض اوقات قرآن کریم کا مفہوم بغیر سبب نزول کے سمجھ ہی نہیں آسکتا اور غلطی کا اندیشہ رہتا ہے۔

۵۔ سبب نزول سے اس شخص کا نام معلوم ہو جاتا ہے جس کے لیے آیات نازل ہوئی ہوں۔

۶۔ سبب نزول ہی سے ان اشخاص یا گروہ کا پتہ لگانا ممکن ہوتا ہے جن کی صفات کو قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہوتا ہے۔

۷۔ سبب نزول سے ہی وہ آیات سمجھ آتی ہیں جو خاص واقعہ میں نازل ہوتی ہیں اور خارجی دلیل سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ ان کا حکم عام ہے۔

۸۔ سبب نزول کی روایات سے ان آیات کا بھی پتہ چلتا ہے جن میں الفاظ تو عام استعمال ہوں لیکن ان کا حکم عام ہے یا خاص۔

۹۔ علماء اصولیین و مفسرین کے ہاں اعتبار الفاظ کے عموم کا ہوگا نہ کہ سبب نزول کے خاص واقعہ کا۔

۱۰۔ ایک آیت کے ذیل میں اگر ایک سے زائد مرویات آجائیں اور ان روایات میں اختلاف ہو تو ترجیح و تطبیق کے اصول اپنائے جائیں گے۔ کچھ اصول یہ ہیں:

(i) اسناد کو دیکھا جائے گا جس کی زیادہ صحیح اسناد ہوں وہ روایت قبول کی جائے گی۔

(ii) اگر اسناد مساوی ہوں تو جو راوی واقعہ کے وقت موجود ہوگا اس کو ترجیح حاصل ہوگی۔

(iii) اگر آیت کا نزول زیادہ اسباب کے بعد ہوا ہو تو اس نزول کو ہر سبب پر محمول کیا جائے گا۔

(iv) اگر ایسا ممکن نہ ہو تو آیت کو متعدد نزول پر محمول کیا جائے گا۔

۱۱۔ امہات تفاسیر اور علوم القرآن کی ابتدائی کتب میں ایک روایت کے ذیل میں زیادہ سبب نزول اس لیے مذکور ہوتے ہیں کہ وہ جب "**نزلت هذه الاية فی كذا**" ذکر کرتے ہیں تو ضروری نہیں وہ سبب نزول بیان کر رہے ہوں۔ بلکہ وہ تفسیر بھی ہو سکتی ہے یا وہ حکم اس آیت میں داخل ہوگا یا بعض اوقات قرات والی روایت بھی سبب نزول میں ذکر کر دیتے ہیں یا پھر ممکن ہے کہ وہ صحابی کا استدلال ہو اور بعض اوقات تکرار نزول بھی ہو سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / ***کتابیات***

* Muḥammad bin ʻĪsā al-Tirmidhī, *Sunan al-Tirmidhī* (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998).
* Jalāl al-Dīn al-Suyūṭī, *Al-Itqān fī ʻUlūm al-Qur'ān* (Beirut, Lebanon: Mū'assasat al-Risālah Nāshirūn, 1429H/2008).
* Muḥammad Fārūq Ḥaydar, Dr., *ʻUlūm al-Qur'ān* (Lahore: Maktabah Raḥmānīyah, n.d.).
* Wāḥidī, *Asbāb Nuzūl al-Qur'ān* (Miṣr: Iḥyā' al-Turāth al-ʻArabī, 1976).
* Ibn Taymiyyah, *Muqaddimah fī Uṣūl al-Tafsīr* (Riyāḍ: Majmaʻ al-Malik Fahd, 1434H).
* Ibrāhīm bin Mūsa Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharīʻah* (Dār Ibn ʻAffān, Qāhirah, 1997).
* Taqī ʻUthmānī, Muftī, *ʻUlūm al-Qur'ān* (Karachi: Shuʻbah Taṣnīf wa Ta'līf wa Tarjumah, Jāmiʻah Karachi, 2008).
* Muḥammad bin Aḥmad al-Qurṭubī, *Al-Jāmiʻ li-Aḥkām al-Qur'ān* (Al-Qāhirah: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, 1964).
* Abū ʻAbdullāh Muḥammad bin Ismāʻīl al-Bukhārī, *Al-Jāmiʻ al-Ṣaḥīḥ* (Miṣr: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422H).